www.KitaboSunnat.com

حافظ فہد اللہ مراد☆

قراء میں تحقیق کا فقدان ...... لمحہ فکریہ

اِنسان جمیع مخلوقات سے افضل و اعلیٰ ہے اور اس کی اَفضلیت کا سبب دو اشیاء ہیں۔عقل و شعور اور علم۔ حیوانوں سے امتیاز کی وجہ عقل و شعور ہے اور ملائکہ سے علم قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَعَلَّمَ ءَادَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ﴾ [البقرۃ:۳۱]

’’اس نے آدم علیہ السلام کو تمام اَشیاء کے ناموں کا علم دیا۔اور اسی علم کی بدولت وہ مسجود ملائکہ قرار پائے۔‘‘

اِنسان اگر اپنی انہی دو صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو یہ انعام الٰہی کی ناقدری ہے کہ اُس کی پیدا کی گئی صلاحیتوں سے بہرہ مند نہ ہوا جائے۔ انسان اس حالت سے اس وقت دوچار ہوتا ہے، جب اجتہادی اور تخلیقی عمل چھوڑ کر تقلیدی طرزِ فکر اپنا لے اور باری تعالیٰ کی طرف سے ہدیہ کی گئی نعمت کو بروئے نہ کار لائے، بلکہ چوپائے کی مانند کسی کے ہنکانے پر ہانکتا چلا جائے، یہ رویہ بہرحال محمود اِنسانی اَقدار کے خلاف ہے۔ایک باشعور انسان بغیر کسی دلیل و برہان کے کسی کی پیروی نہیں کرتا، بلکہ اپنی ہتک محسوس کرتا ہے اور اسے باعث عار سمجھتا ہے بخلاف اس کے کہ وہ اس پر فخر کا اظہار کرے۔اس اندازِ فکر کو اہل علم نے تقلید سے تعبیر کیا ہے۔

تقلید کا لغوی معنی ہے:

’’کسی چیز کو گلے میں لٹکانا۔‘‘ [أساس البلاغۃ:۳۷۵]

اور جب یہ لفظ شرعی اِصطلاح کے طور پر بولا جائے تو اس کا مفہوم ہے کسی کی بات کو بغیر دلیل اور بغیر غور و فکر کے قبول کرنا۔ [لسان العرب:۳/۳۶۷]

علماء اُصول نے تقلید کی تعریف یوں کی ہے:

”التقليد: العمل بقول الغير من غير حجة . “ [مسلّم الثبوت:۲/۳۵۰]

’’کسی کی بات پر بغیر دلیل عمل کرنے کا نام تقلید ہے۔‘‘

امام غزالی رحمہ اللہ تقلید کی تعریف کرتے ہیں:

”التقليد هو قبول قول بلا حجة وليس ذلك طريقاً إلى العلم لا في الأصول ولا في الفروع . “ [المستصفی:۲/۴۶۲]

’’کسی کی بات کو بلا دلیل قبول کرنا تقلید ہے یہ علم تک رسائی کا طریقہ، نہ اصول میں ہے اور نہ فروع میں۔‘‘

مذکورہ بیانات سے پتہ چلا کہ تقلید نہ تو علم کا نام ہے اور نہ ہی علم تک رسائی کا کوئی ذریعہ ہے۔اگر کوئی بھی فرد کسی انسان کی بات صرف اس لئے بغیر دلیل تسلیم کرتا ہے کہ وہ بہت بڑا عالم، قاری، محدث یا شیخ ہے،اور اُس سے تقاضائے دلیل، جناب کے حضور میں گستاخی یا بے اَدبی ہے اور اُن کے مرتبہ کے منافی ہے،تو یہ انسان اعلیٰ حضرت کو

☆ فاضل کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورُکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مرتبہ پر فائز نہیں کر رہا بلکہ اس کے حق میں ظلم اور زیادتی کی راہ پر چل رہا کہ وہ مقام جو حق تعالیٰ شانہ کے لائق ہے کہ اُس کی بات بغیر کسی دلیل کے قبول کی جاتی ہے۔ وہ کسی انسان کو عطا کر رہا ہے ایسا کرنے والوں کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللهِ﴾ [التوبة:۳۱]

''انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا ہے۔''

اہل کتاب کا اپنے علماء کو رب بنانا قطعاً اس طرح نہیں تھا کہ انہوں نے اللہ رب العزت کو چھوڑ کر اپنے علماء کی عبادت شروع کر دی تھی بلکہ وہ علماء کی باتوں کو بغیر کسی دلیل کے قبول کرتے تھے۔ ان کے علماء اگر اللہ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کر دیتے تو وہ اُسے حرام سمجھتے تھے اور کسی حرام کردہ شے کو حلال کر دیتے تو وہ اُسے حلال کہتے تھے ان کے اس عمل کو ان کی عبادت قرار دیا گیا ہے تو کیا ہمارا ایسا کرنا اللہ کی عبادت اور قربت الٰہی کا سبب ہوسکتا ہے؟

جس طرح اَحکام میں کسی کی بات کو بغیر دلیل تسلیم کرنا اس کو رب کا درجہ دینا ہے، اسی طرح باقی جمیع علوم شرعیہ جن کو متقدمین علماء نے دلائل کی روشنی میں مرتب کر دیا ہے، ان میں بلا دلیل بات کرنا بھی ناجائز ہے۔ اگر کوئی آدمی کسی کے خلاف بات کہے اور جب اس سے دلیل طلب کی جائے تو کہے: ''میرے شیخ نے یوں کہا ہے یا میرے فرقہ کا یہ مذہب اور طریقہ کار ہے'' ۔ تو یہ بھی تقلید ہی کے زمرہ میں داخل ہے اور اس پر ہٹ دھرمی کرنے والے شخص کا علم و معرفت سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے جہاں یہ رویہ بہت سے لوگوں کا باقی علوم میں ہے اسی طرح علم تجوید و قراءات بھی اس سے محفوظ نہیں رہا۔

قرآن کریم کی نقل کا مدار تلقّی (یعنی شاگرد کا اپنے استاد سے بالمشافہ اَخذ کرنا) پر ہے کہ تلمیذ مُقری سے ہر ہر لفظ کا تلفظ صحیح طور پر سنے، اس کو محفوظ کرے اور ریاضت کر کے اَدا میں پختگی پیدا کرے تاکہ آئندہ آنے والے لوگوں تک قرآن کریم کا تلفظ درست انداز میں منتقل ہوسکے۔ سلف نے جہاں قرآن پاک کی اس طرح تعلیم دی وہاں حروف کا تلفظ صفاتِ حروف کے ساتھ محفوظ کر دیا تاکہ کسی کو اُستاد سے سننے میں سہو ہو گیا ہو تو وہ کتب کی طرف رجوع کر کے اس کی تصحیح کر لے، نیز حروف کی اَدائیگی میں طلباء بالعموم جو غلطیاں کرتے ہیں ان کی نشاندہی بھی فرما دی، تاکہ قرآن کریم کی ہر دور میں اپنے اصل اور درست تلفظ کے مطابق تلاوت ہوتی رہے۔ اگر کوئی شخص کسی حرف کو اُس کے اصل تلفظ، جس کے مطابق جمہور قراء تلاوت کرتے ہیں اور متقدمین اور متاخرین کی جمیع کتب میں جو تلفظ مذکور ہے، کے خلاف پڑھے اور کسی طرح چھوڑنے کے لئے بھی تیار نہ ہو تو ایسے شخص کے بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟

ذیل میں ہم اس کی چند مثالیں ذکر کرتے ہیں:

مثال اَوّل

ضاد معجمة کو دال مہملہ کے مشابہ پڑھنا۔

ضاد معجمہ ایک مستقل حرف ہے، اس کا ایک مستقل مخرج ہے اس میں صفات لازمہ میں سے جہر رخوت، استعلاء، اطباق، اصمات اور صفت استطالت پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حرف ضاد کو اس کے مخرج سے مع صفات لازمہ درست اَدا کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بحث میں اہم بات یہ ہے کہ اس کو کس لفظ کے مشابہ اَدا کیا جائے؟اس حوالہ سے دو طرزِ تلاوت پائے جاتے ہیں:

١ جمہور قراء ضاد کو مشابہ بالظاء پڑھتے ہیں

٢ بعض دوسرے قراء اسے مشابہ بالدال پڑھتے ہیں۔

جمہور کا مؤقف یہ ہے کہ ضاد کا مخرج،صفات لازمہ ہے اور متقدمین قراء کی تصریحات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ اسے مشابہ بالظاء اَدا کیا جائے ،کیونکہ ضاد اور ظاء کی جمیع صفات لازمہ سوائے صفت استطالت کے متفق ہیں تو اس حوالے سے فن تجوید کی سب سے قدیم کتاب الرعایة میں مکی بن اَبی طالب القیسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والضاد يشبه لفظها بلفظ الظاء ."

''لفظ ضاد ظاء کے مشابہ ہے۔''

اَور مزید فرماتے ہیں:

''ولولا اختلاف المخرجين وما فى الضاد استطالة لكان لفظهما واحد . " [الرعاية:٧٩]

''اگر ضاد اور ظاء کے مخارج کا اختلاف نہ ہوتا اور ضاد میں صفت استطالت نہ ہوتی تو یہ دونوں لفظ ایک ہی ہوجاتے۔''

◉ علامہ دانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ومن أكد على القراء أن يخلصوه من حرف الظاء باخراجه من موضعه وايفائه حقه من الاستطالة ." [التحديد، ص١٦٢]

''قراء کو سب سے زیادہ جس بات کی تاکید ہے وہ یہ کہ ضاد کو ظاء سے خالص کر کے اَدا کریں اور مخرج اور صفت اِستطالت کا حق اَدا کریں۔

علامہ دانی رحمہ اللہ کا یہ قول ذکر کرنے کے بعد شیخ محمد عبدالرحمٰن الیحیی رحمہ اللہ الحجة میں لکھتے ہیں:

''علامہ دانی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ ضاد کو ظاء سے خالص کرتے ہوئے اَدا کرو اس بات کی دلیل ہے کہ ضاد مشابہ بالظاء ہے۔''

◉ اِمام عبدالوہاب القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأكثر القراء اليوم على إخراج الضاد من مخرج الظاء ويحب أن تكون العناية بتحققها تامة ." [الموضح فى التجويد:١٤٤]

''آج کل اکثر قراء ضاد کو ظاء کے مخرج سے ادا کرتے ہیں حالانکہ ان دونوں کے مابین تحقیق تام لازم ہے۔''

◉ امام جزری رحمہ اللہ مقدمہ میں فرماتے ہیں:

"والضاد باستطالة ومخرج، ميز من الظاء و كلها تجى ."

''ضاد جہاں بھی آئے اس کو مخرج اور صفت استطالت کے سبب ظاء سے ممتاز کرو۔''

◉ علامہ محمد مرعشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إن جعل الضاد طاء مهملة مطلقا أعنى فى المخرج والصفات لحن جلى وخطا محض وكذا جعلها ظاء معجمة مطلقا لكن بعض الفقهاء قال بعدم فساد الصلاة من جعلها ظاء معجمة مطلقا لتعسر التمير بينهما فهو أهون الخطائين ." [كيفية أداء الضاد:٢٣]

''اگر ضاد کو مطلقاً طاء مہملہ سے تبدیل کر دیں تو لحن جلی ہے اور غلط محض ہے اور اسی طرح ظاء کا مسئلہ ہے لیکن بعض فقہاء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مذہب ہے کہ جو آدمی نماز میں ضاد کی جگہ مشکل کے سبب ظاء اَدا کرلے تو یہ ہلکی غلطی ہے۔‘‘

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

”وليس الفارق بين الضاد والظاء المعجمتين إلا الاستطالة والمخرج . “ [جهد المقل:١٦٩]

’’ضاد اور ظاء معجمہ کے مابین مخرج اور صفت اِستطالت کے علاوہ فرق کرنے والی کوئی بھی شے نہیں ہے۔‘‘

◉ علامہ حسن بن قاسم المرادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”أما يشبه لفظه بلفظ الضاد من حرفان وهو الظاء واللام و ذلك لأن الظاء يشارك الضاد في أوصافه المذكوره غير الاستطالة فلذلك اشتد شبهه وعسر التميز بينهما واحتاج القارى في ذلك إلى الرياضة التامة ولولا اختلاف المخرجين وما في الضاد من الاستطالة لاتحدا في السمع . “ [المفيد:١٠٨]

’’ضاد کی مشابہت دو حروف ظاء اور لام سے ہے اور ظاء اس کی جمیع صفات میں سوائے استطالت کے شریک ہے اسی وجہ سے ان کے مابین مشابہت شدید ہے اور ایک دوسرے سے امتیاز مشکل ہے لہٰذا قاری ریاضت تامہ کا محتاج ہے اگر (ضاد) کا مخرج اور صفت استطالت نہ ہوتی تو دونوں کی آواز بالکل ایک جیسی ہوتی۔‘‘

متقدمین قراء کی یہ تمام تصریحات اس بات پر دال ہیں کہ ضاد کی مشابہت ظاء کے ساتھ ہے اور علامہ جزری رحمہ اللہ نے مقدمہ میں ایک باب قائم کیا جس کا نام، باب فرق بین الضاد والظاء رکھا ہے اور پھر اس کے ذیل میں تمام وہ کلمات جمع کئے ہیں جہاں ضاد اور ظاء جمع ہورہے ہیں تاکہ قاری ان کو یاد کرکے ان کے مابین خوب فرق کرلے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ہمارے مطالعہ میں متقدمین قراء میں سے کوئی ایک صاحب بھی ایسے نہیں ہیں جنہوں نے بھی ضاد کو مشابہ بالدال لکھا ہو جو کہ آج ایک مستقل اَدا کا طریقہ بن چکا ہے اور بے شمار کتب صرف ضاد اور ظاء میں فرق پر لکھیں گئیں ہیں ہم ان میں چند کتب کا ذکر کرتے ہیں۔

ضاد اور ظاء کے فرق پر لکھی گئیں کتب

① کتاب الضاد والظاء والذال والسین والصاد لابی الفهد النحوی البصری رحمہ اللہ (ت ۳۲۰ھ)

② کتاب الفرق بین الضاد والظاء لصاحب بن عباد رحمہ اللہ (ت ۳۸۵ھ)

③ کتاب الفرق بین الضاد والظاء للامام ابی عمرو المعروف بغلام ثعلب رحمہ اللہ (ت ۳۴۵ھ)

④ رسالة أصول الظاء فی القرآن والكلام وذكر مواضعها فی القرآن لمکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ (ت ۴۳۷ھ)

⑤ رسالة فی الظاء ات القرانية لابی عمرو الدانی رحمہ اللہ (ت ۴۴۴ھ)

⑥ کتاب الاقتضاء للفرق بین الذال والضاد والظاء لمحمد بن سعود والانصاری رحمہ اللہ (ت ۴۷۰ھ)

⑦ کتاب الضاد والظاء لابی بکر القیروانی رحمہ اللہ (ت ۳۷۱ھ)

⑧ کتاب المعرفة مایکتب بالضاد والظاء لسعد بن علی الزنجانی رحمہ اللہ (ت ۴۷۰ھ)

⑧ منظومة الظاء ات القرآنية للامام الشاطبی رحمہ اللہ (ت ۵۹۰ھ)

⑨ کتاب الفرق بین الضاد والظاء لقاسم بن علی الحریری (ت ۵۱۶ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑩ کتاب الارتضاء فی الفرق بین الضاد والظاء لابی حیان النحوی الاندلسی رحمہ اللہ (ت ۷۴۵ھ)
اس کے علاوہ بھی ہماری فہرست میں کافی کتب موجود ہیں، لیکن طوالت کا اندیشہ سد قلم ہے۔
متقدمین علماء کی یہ جمیع کتب بھی اس بات پر دال ہیں کہ 'ضاد' مشابہ 'بالظاء' ہے۔

متقدمین اور متاخرین قراء اور علماء جو تشابہ بالظاء کے قائل ہیں

ضاد کا مسئلہ ایسا ہے کہ قرون اُولی سے علماء اور قراء اس کی وضاحت فرماتے رہے ہیں کہ اس حرف کا صحیح تلفظ کیا ہے اور اس کو کس کے مشابہ اَدا کرنا چاہئے؟ ہم نے ستر کے قریب متقدمین اور متاخرین قراء کے اَقوال جمع کئے ہیں جو ضاد کے مشابہ بالظاء ہونے کے قائل ہیں۔ جو طوالت کے خوف سے ترک کر رہے ہیں۔ہم ان میں سے معروف اہل علم کے نام ذکر دیتے ہیں۔

* ابن الاعرابی رحمہ اللہ (ت ۲۳۱ھ)
* مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ (ت ۴۳۷ھ)
* امام دانی رحمہ اللہ (ت ۴۴۴ھ)
* امام رازی رحمہ اللہ (ت ۶۰۶ھ)
* امام سخاوی رحمہ اللہ (ت ۶۴۳ھ)
* امام بیضاوی رحمہ اللہ (ت ۶۸۵ھ)
* شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (ت ۷۲۸ھ)
* حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (ت ۷۷۴ھ)
* اِمام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (ت ۹۱۱ھ)
* علامہ محمد مرعشی رحمہ اللہ (ت ۱۱۵۰ھ)
* علامہ متولی رحمہ اللہ (ت ۱۳۱۳ھ)
* العلامۃ محمد مکی نصر رحمہ اللہ (ت ۱۳۰۵ھ)
* شمس الدین عظیم آبادی رحمہ اللہ (ت ۱۳۱۹ھ)
* مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
* مولانا عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ
* شیخ عبیداللہ افغانی رحمہ اللہ
* الشیخ مصطفیٰ المراغی شیخ الازھر سابقا رحمہ اللہ
* علامہ علی محمد الضباع رحمہ اللہ
* شیخ عامر السید عثمان رحمہ اللہ
* الشیخ ابراھیم علی شحاتۃ السمنووی رحمہ اللہ
* شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ
* العلامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
* شیخ عطیۃ قابل ناصر رحمہ اللہ
* الشیخ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ
* الشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفی رحمہ اللہ
* الشیخ عبداللہ الجوھری رحمہ اللہ
* الشیخ عبدالحلیم عطاء بدر رحمہ اللہ

مذکورہ بالا جمیع دلائل دیکھ کر بھی اگر کوئی صاحب ضاد کو مشابہ بالدال پڑھے اور دلیل یہ دے کہ میرے استاد یا فرقہ کا یہ مذہب ہے تو اس کی کج فہمی اور ہٹ دھرمی پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شے کو بالدلیل سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

مثال ثانی: تفخیم غنّہ

حرف نون مجہورہ متوسطہ مستفلہ منفتحہ اور مذلقہ ہے صفات غیر متضادہ میں سے صفت غنہ بھی اس میں پائی جاتی ہے۔نون بذاتہ ایک مرقق حرف ہے، کیونکہ اس میں صفت استفال موجود ہے جو ترقیقِ نون کی اِجماعی دلیل ہے۔نون

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پائی جانے والی جملہ صفاتِ لازمہ میں سے ایک صفت غنہ بھی ہے جس کا مفہوم ہے ’’صوت أغن مرکب فی جسم النون‘‘ [هداية القارى:۱/۱۷۷]

’’نون میں موجود ایک گنگاہٹ والی آواز۔‘‘

اس بارے میں علماء کا اجماع ہے کہ غنہ نون اور میم کی صفت لازمہ ہے۔

◉ اِمام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’حرفا الغنة وهما النون والميم‘‘ [التمهيد:۱۰۶]

’’حروف غنہ نون اور میم ہیں۔‘‘

◉ امام دانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’حرفا الغنه الميم والنون لأنهما غنة من الخيشوم‘‘

’’حروف غنہ نون اور میم ہیں اور غنہ خیشوم سے اَدا ہوتا ہے۔‘‘

◉ امام مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’النون مواخية اللام لقرب المخرجين ولانحراف اللام إلى مخرج النون ولأنهما مجهورتان رخوتان ولكن في النون غنة ليست في اللام . [الرعاية:۸۴]

’’نون اور لام کے مابین اخوت کا تعلق ہے، کیونکہ ان کے مخرج قریب ہیں اور ویسے بھی لام نون کے مخرج کی طرف مائل ہوجاتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ دونوں مجھورہ اور رخوۃ ہیں فرق یہ ہے کہ نون میں غنہ ہے جبکہ لام میں نہیں ہے۔‘‘

◉ شیخ عبدالفتاح المرصفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’أن صوت الغنة صفت لازمة للنون والميم كانتا متحركتين أو ساكنتين أو مظهرتين أو مدغمتين أو مخفاتين . ‘‘ [هداية القارى:۱/۱۷۷]

’’بلا شبہ غنہ نون اور میم کی صفت لازمہ ہے۔ برابر ہے کہ یہ متحرک، ساکن، مظہر مدغم یا مخفی ہوں۔‘‘

مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ غنہ نون اور میم کی صفت لازمہ ہے اور یہ دونوں حروف مستفلہ ہونے کے سبب باریک بھی ہیں۔ اب بعض قراء کا یہ کہنا ہے کہ حالت اخفاء میں نون ساکن کے بعد جب حروف مستعلیہ آئیں تو غنہ موٹا ہوگا ان کا یہ کہنا دلائل کی رو سے درست نہیں ہے، کیونکہ غنہ نون کی صفت ہے اور نون اِجماعی طور پر مرقق لفظ ہے جب غنہ موٹا کیا جائے گا تو ضروری ہے کہ نون بھی مفخم پڑھا جائے، جو اِجماع اہل لغت اور قراء کے مخالف ہے۔ شیخ عبدالفتاح مرصفی رحمہ اللہ جو تفخیم غنہ کے مؤید ہیں، نے غنہ نون کو الف کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ جس طرح الف اپنی تفخیم وترقیق میں ماقبل کا تابع ہے اسی طرح غنہ نون بھی تفخیم وترقیق میں مابعد کا تابع ہے یعنی جس طرح حروف مستعلیہ کے بعد الف مفخم پڑھا جاتا ہے اسی طرح حرف مستعلیہ سے پہلے غنہ بھی مفخم پڑھا جائے گا۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ قراء نے الف کو ان حروف میں شامل کیا ہے کبھی مفخم اور کبھی مرقق پڑھے جاتے ہیں اور نون کو متقدمین اور متاخرین میں سے کسی نے بھی ان حروف میں شامل نہیں کیا بلکہ خود شیخ مرصفی رحمہ اللہ نے هداية القارى میں جب یہ بحث کی ہے تو فرماتے ہیں:

’’الفصل الثالث في الكلام على الحروف المرققه تارة والمفخمة أخرى وهذه الأحرف الثلاثة الالف، واللام من لفظ الجلالة خاصة، والراء . ‘‘ [هداية القاري:۱/۱۰۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تیسری فصل میں ان حروف پر کلام ہوگی جو کبھی مرقق ہوتے ہیں اور کبھی مفخم اور وہ تین حروف الف، لام اسم جلالہ اور راء ہیں۔''

- امام جزری رحمہ اللہ نشر میں نون مخفی کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"حرف خفي يخرج من الخيشوم ولا عمل للسان فيه ولا شائبة حرف آخر فيه ."

''وہ ایک حرف خفی ہے جو خیشوم سے نکلتا ہے اور اس میں زبان کا کوئی دخل نہیں ور مابعد کے حرف کا اس میں شائبہ تک نہیں ہے۔'' [بحوالہ تعلیقات مالکیہ:۱۲]

لہٰذا غنہ نون کو الف سے تشبیہ دینا اور مابعد حروف کا اس میں دخل ثابت کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے اور ویسے بھی کسی حرف کو اس کی صفات لازمہ کے خلاف پڑھنا لحن جلی ہے اور لحن جلی حرام ہے اس کے علاوہ مرجع کی تمام کتب الرعاية، تمهيد، النشر، التحديد، جهد المقل وغیرہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا تمسك بالدلائل لائق افتخار اور راہِ صواب ہے۔

مثال ثالث: تاء اور کاف کی غلط اَدائیگی

تاء اور کاف یہ مهموسة، شديدة مستفلة منفتحة اور مصمتة حروف ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ان کی اَدائیگی صفات کی صحیح تعریف کو سامنے رکھتے ہوئے کی جائے۔ اور ادائیگی صفات کا نام لے کر ایک غلط تلفظ کو رواج دینا کسی طرح بھی درست نہیں ہے تاء اور کاف میں بعض قراء صفت همس کی اَدائیگی کے نام پر 'کھ'، 'تھ' کی آواز پیدا کردیتے ہیں، مثلاً 'تا' کو 'اَت' کی بجائے 'اَتھ' اور کاف کو 'اَک' کی بجائے 'اَکھ' پڑھتے ہیں اور جواباً کہتے ہیں کہ یہ آواز صفت همس کی ادائیگی سے پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ اس کی تعریف ہی کے خلاف ہے علامہ محمد نصر مکی صفت همس کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

"جريان النفس عند النطق بالحرف لضعفه وذلك من ضعف الاعتماد على مخرجه ."

[نهاية القول المفيد: ٥٦]

''اَدائیگی حرف کے وقت سانس کا جاری ہوجانا یہ حرف کے مخرج پر اعتماد ضعیف ہونے کے سبب ہوتا ہے۔''

مذکورہ تعریف سے یہ معلوم ہوا کہ حروفِ مهموسة کو ادا کرتے وقت سانس جاری ہوجاتا ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ سانس کی کوئی آواز نہیں ہوتی لہٰذا تاء اور کاف میں آواز کے ساتھ پڑھنا درست نہیں ہے اگر کوئی اس کی یہ دلیل پیش کرے کہ فلاں قاری صاحب یوں پڑھتے ہیں لہٰذا مجھے انہوں نے یہ سکھایا ہے اور قرآن کو تلقی کے خلاف پڑھنا درست نہیں ہے تو عرض ہے کہ تلقی جو خلاف قواعد ہو اس پر عمل کرنا درست نہیں ہے یہ تو ایک غلطی ہے جسے درست کرنا چاہیے۔

مثال رابع: حرکات ثلاثہ کو غلط اَدا کرنا

ہر حرف کا ایک مستقل مخرج ہے اگر اس کو مخرج سے اَدا نہ کیا جائے تو یہ حرف کسی طرح بھی درست اور صحیح اَدا نہیں ہوسکتا۔ بعینہٖ حرکات ثلاثہ فتحہ، ضمہ اور کسرہ کے بھی مخارج ہیں اگر ان کو کسی دوسرے مخرج سے اَدا کیا جائے تو یقیناً یہ حرکات بھی درست اَدا نہیں ہوں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- فتحہ کا مخرج انفتاح فم وصوت ہے یعنی فتحہ کو ادا کرتے وقت منہ کھولنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے حرف کی آواز بہت کھل کر اور واضح نکلتی ہے۔
- کسرہ کا مخرج انخفاض فم وصوت ہے یعنی کسرہ کی ادائیگی میں ہونٹوں کو نیچے کی طرف مائل کرکے یائے معروف کی سی بو دے کر ادا کرنا۔
- انضمام شفتین یعنی کسرہ کی ادائیگی میں ہونٹوں کو گول کرکے واؤ معروف کی سی آواز نکالنا۔ [المرشد:۳۱۵]

قراء کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ حروف کو مخارج سے اَدا کریں اسی قدر یہ بھی ضروری ہے کہ حرکات کو ان مخارج سے اَدا کیا جائے، لیکن آج کل ایک گروہ پاکستان میں ایسا پایا جاتا ہے کہ وہ فتحہ اور ضمہ کو بھی انخفاص فم سے ادا کرتے ہیں اور پھر اس کو ایک لہجہ قرار دے کر باقاعدہ طلباء کو اس کے اختیار کرنے کا التزام کرتا ہے۔ ایسا کرنا فن تجوید کے خلاف ہے اور اساتذہ کو ایسی غلطی کی اِصلاح کروانی چاہیے۔

اس کے علاوہ اَدائیگی حرکات میں جو بہت بڑی غلطی رواج پارہی ہے وہ حرکات کو مجہول پڑھنا ہے۔ پاکستانی جامعات میں یہ غلطی خصوصاً موجودہ مصری قراء اور بعض حجازی قراء کے لہجوں کو اختیار کرنے سے عام ہورہی ہے۔ ایسی غلطیاں مجودین کے شایانِ شان نہیں ہیں، لہٰذا اس طرف خصوصی توجہ ضروری ہے۔

چند عمومی غلطیاں اور قراء کے بے جا تکلّفات

قرآن کریم کو خوبصورت پڑھنا شرعاً مطلوب ہے۔ نبی کریمﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآن» . [صحيح البخاري:۷۵۲۷]

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوبصورت کرکے نہ پڑھے۔''

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ خوبصورت پڑھنے کی صلاحیت کے باوجود اگر خوبصورت نہ پڑھے تو اُمت سے خروج کی وعید کا مستحق ٹھہرے گا، لیکن یہ بھی قطعاً لائق ستائش نہیں کہ قرآن کو خوبصورت پڑھنے کے شوق میں فن تجوید اور شریعت کی مقرر کردہ حدود کو پامال کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں قراء نے کتب تجوید وقراء ات میں ایسی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے جو قراء حضرات خوبصورت پڑھنے کے شوق میں کرتے ہیں۔ تکمیل فائدہ کی خاطر ہم ان کو ذکر کرتے ہیں۔

تمطیط: ترتیل میں مدات، حرکات وسکنات میں حد سے زیادہ دیر کرنا یہ عند القراء مکروہ ہے۔

تخلیط: حدر کو اس قدر تیزی سے پڑھنا کہ حروف آپس میں گڈمڈ ہونا شروع ہو جائیں اور سامع کے لئے حروف کے مابین فرق کرنا دشوار ہوجائے تو ایسا کرنا حرام ہے۔

تمضیع: تلاوت کرتے ہوئے حروف کو چبانا، پورا ادا نہ کرنا بھی حرام ہے۔

تطنین: ہر حرف کی آواز ناک میں لے جانا اگر طبعی طور پر ایسی کیفیت ہے تو یہ مکروہ ہے اور خود تکلف سے لے کر جانا حرام ہے۔

زمزمہ: گانے اور نغمہ کی طرح گھما گھما کر پڑھنا اگر یہ لوٹانا حدود تجوید میں ہو تو مکروہ ہے ورنہ حرام ہے۔

ترقیص: آواز کو نچانا یہ حرام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترعید: آواز کا کپکپانا جسے قاری سردی سے ٹھٹھر رہا ہو، یہ حرام ہے۔

تقطیع: حرفوں کو کاٹ کاٹ پڑھنا یہ حرام ہے۔ [کمال الفرقان:۹]

◉ یہ غلطی بھی عام ہے کہ عین کو اَدا کرتے وقت انتہائی تکلف اور سختی سے کام لیا جاتا ہے جیسے پڑھنے والے کی جان نکل رہی ہو، ایسا کرنا قواعد ترتیل کے خلاف ہے اور بے جا تکلف ہے بلکہ عین کی صفت متوسطہ کا تقاضا ہے کہ اس کو آرام سے اَدا کیا جائے۔ زیادہ گلے کو کھول کر بھی اَدا نہیں کرنا چاہئے کہ الف بن جائے اور زیادہ سختی بھی نہ کی جائے کہ حرف اپنا حسن کھو بیٹھے۔

◉ بعض قراء کرام خصوصاً مصری حضرات قلقلہ بہت کثرت سے کرتے ہیں، تقریباً ہر ساکن حرف کو قلقلہ سے پڑھتے ہیں اور بعض کبار قراء نے مصری قراء سے کہا بھی کہ

''حروف القلقلة عندنا خمسة وعندكم عشرين.''

''ہمارے نزدیک حروف قلقلہ پانچ ہیں جب کہ آپ کے نزدیک بیس۔''

لہٰذا امام جزری رحمہ اللہ کے قول واحرص على السكون کے موافق سکون کا خصوصی خیال رکھا جائے اور بے جا قلقلہ سے اِحتراز کیا جائے۔

◉ عموماً مبتدی قاریوں سے یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ وہ ایسے بعض حروف کو کلمات کے ساتھ مل کر آتے ہیں اور ان کا نفس کلمہ سے تعلق نہیں ہوتا جیسے حروف عاطفہ اور حروف تاکید وغیرہ تو ان کو اس طرح اَدا کیا جاتا ہے، جیسے کلمہ میں شامل ہوتے ہیں یہ غلطی ایسے قراء میں زیادہ ہے جو ترجمہ قرآن اور عربی گرامر سے واقف نہیں ہیں۔ ایسے حروف کا خصوصی خیال رکھنا چاہئے تاکہ سامع پر التباس نہ ہو اور فساد معنی نہ لازم آئے ایسے کلمات کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

① فَسَقٰـى: یہ سقی پلانے کے معنی میں ہے اگر ما کو جدا نہ کیا جائے فسق گناہ کرنے کے معنی میں ہو جائے گا۔

② فَجَعَلَهُمْ: یہ جعل بنانے کے معنی میں ہے اگر فاء کو جدا کر کے نہ پڑھا جائے تو یہ فجع مصیبت آنا کے معنی میں ہو جائے گا۔

③ فَتَرَىٰ: یہ رؤیت دیکھنے کے معنی میں ہے اگر ما کو جدا نہ کیا جائے تو فتر جھوٹ گڑھنے کے معنی میں ہو جائے گا۔

④ وَكَـفٰى: کفایہ کافی ہونا سے ہے اگر واؤ کو ملا کر نہ پڑھیں تو وکف ٹپکنے کے معنی میں ہو جائے گا۔

⑤ لَمَعَ: یہ مع ساتھ کے معنی میں ہے اور لام تاکید ہے اس کو خیال کر کے نہ پڑھا جائے تو یہ لمع روشن ہونے کے معنی میں ہو جائے گا۔

ہم نے اپنی اِستطاعت کے موافق چند غلطیوں کی طرف نشان دہی کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر قراء ان کی طرف توجہ فرمائیں تو تلاوت قرآن کے مسئلہ میں اعتدال آ سکتا ہے۔ باقی یہاں کسی پر تنقید مقصود نہیں صرف قراء میں پائے جانے والے ایک نقطۂ نظر کی وضاحت مطلوب تھی کہ تلاوتِ قرآن کے مسئلہ میں تلقّی اگرچہ معیارِ اوّل ہے، لیکن اس کے نام پر تلاوتِ قرآن میں نئی بدعتوں کو رواج دینا حملة القرآن کی شان کے منافی ہے۔ اللہ ہمیں اقرءوا القرآن كما أنزل کے موافق قرآن پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

جیسا کہ تجوید کے مسئلہ میں قراء کا ایک طبقہ تحقیقی انداز کو ترک کیے ہوئے ہے بعینہٖ ایسے ہی قراءات کے عمومی فکری مسائل بھی قراء کے اسی طرز فکر کا شکار ہیں اور بات اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کسی شخص کی ایک تحقیقی رائے کو اہمیت دینے کے بجائے اپنے سنے سنائے پرانے نظریات پر ہی یقین کامل رکھے ہوئے اُسے ردّ کر دیا جاتا ہے اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسائل کو سمجھنے اور ان کے بارے میں شرح صدر کے ساتھ کسی کے نقطۂ نظر کو تسلیم کرنے یا پھر اپنی حد تک ایک تحقیقی نقد کرنے کے بجائے صرف یہ کہہ کر ردّ کر دینا کہ یہ صحیح نہیں ہے اسی رویہ نے قراء میں تقلیدی روش کی جڑوں کو مضبوط کیا ہے اور عام طور پر قراء الا ماشاء اللہ اپنے ان مسائل کے بارے میں کسی بھی سمجھدار سائل کو مطمئن کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان مسائل کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

① اختیارات قراء کا مسئلہ

اختیارات سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی اِمام روایات مرویہ میں سے اپنی شرائط کے موافق قراءت کے کسی انداز کو اختیار کر لے اور اسی کے موافق تلاوت کرے اور وہ قراءات (یعنی اختیار) اُسی امام کی نسبت سے معروف ہو جائے۔ اختیارات کے بارے میں امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الاختيار ما اختاره القاری من مروياته وروی قراءة تنسب إليه . " [النشر:۵۲/۱]

''اختیار یہ ہے کہ قاری مختلف روایات میں سے بعض اَشیاء کو اپنے لیے خاص کر لے اسی کے موافق تلاوت کرے اور اسی کو اپنی قراءت کے طور پر روایت کرے۔''

اَب قراء کے ہاں عمومی طور پر یہ نقطۂ نظر پایا جاتا ہے کہ سرے سے اختیار کا مسئلہ ہی غلط ہے اور اس پر ہمیں بعض مؤقر قراءِ کرام کے خطوط بھی موصول ہوئے ہیں کہ اس مسئلہ کو یا اس نظریہ کو پیش نہیں کرنا چاہئے ہماری اس بارے میں رائے یہ ہے کہ ان مسائل میں معذرت خواہانہ رویہ اپنانے کے بجائے ایک تحقیقی نقطہ نظر اختیار کرنا چاہئے اور نوخیز قراء و علماء کو اس مسئلہ کو صحیح طور سمجھانا چاہئے تاکہ ایک علمی اور تحقیقی طرز فکر پروان چڑھے اور ہر ایک چیز کو اس کا صحیح مقام حاصل ہو۔

② خلط قراءات کا مسئلہ

خلط قراءات کا مفہوم یہ ہے کہ مختلف روایات اور قراءات کو آپس میں ایک دوسرے سے ملا کر پڑھنا مثلاً قراءت کرتے ہوئے کسی ایک روایت کا التزام نہ کیا جائے بلکہ کئی روایات کو آپس میں ملا دیا جائے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اس بارے میں عمومی طور پر قراء کا نظریہ یہ ہے کہ خلط قراءات غلط ہے اور یہ قرآن کریم میں تغیرّ و تبدل کے مترادف ہے جبکہ یہ نظریہ تحقیقی نقطۂ نگاہ سے درست نہیں ہے بلکہ اس میں تفصیل ہے جیسا کہ امام ابن الجزری رحمہ اللہ نے بھی اس کی وضاحت کی ہے کہ یہ کہنا کہ مطلق طور پر خلط قراءات درست نہیں ہے صحیح نہیں ہے لہٰذا قراءِ عظام سے گزارش ہے کہ اس میدان میں بھی قدم رنجا فرمائیں۔ بعض قراء کو یہ شکوہ کرتے بھی سنا ہے کہ لوگ عمومی طور پر جمیع مسائل میں تو مفتیان کرام سے مسائل پوچھتے ہیں لیکن قراءات کے نظری مسائل میں بجائے مفتیان و شیوخ الحدیث کے رجوع قراء کی طرف ہوتا ہے حتیٰ کہ عوام کے بجائے مفتیان کرام اور شیوخ الحدیث عظام بھی قراء کی طرف رجوع کرتے ہیں حالانکہ چاہئے تو یہ کہ جہاں دیگر سینکڑوں مسائل میں ہر شیخ الحدیث کوئی نہ کوئی نقطۂ نظر رکھتا ہے تو قراءات کے مسائل کے بارے میں بھی ان کی کوئی رائے ہونی چاہئے۔

اس سلسلہ میں قراء کی خدمت میں عرض ہے کہ یقیناً ان کا یہ احساس بجا ہے کہ مفتیان و شیوخ قراءات کے مسائل کے بارے میں کوئی نظریہ نہیں رکھتے، لیکن اس بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے تو وہ شخص جو خود قراءات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا عالم نہیں ہے اس کا علم قراءات کے بارے میں صحیح رائے دینا ایک بہت ہی مشکل مسئلہ ہے اگر کسی شیخ الحدیث کی علم قراءات پر بھی گہری نظر ہے تو وہ یقیناً اس کا بہت بڑا امتیاز ہے لیکن جہاں یہ شکوہ قراء کا دیگر علماء عظام سے ہے ایسے یہ ہمارا شکوہ قراء سے بھی ہے کہ عام طور پر قراء کا بھی اس بارے میں کوئی نظریہ نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو وہ بھی کوئی تحقیقی نقطۂ نظر نہیں ہوتا بلکہ جو اساتذہ سے سنا تھا اُسے ہی حق سمجھتے ہوئے اس پر پکا ایمان ہے اور اس سے کسی بھی طرح ٹس سے مَس ہونے کو تیار نہیں ہیں۔

مذکورہ دونوں مسائل پر تفصیلی بحث دیکھنے کے لیے قراءات نمبر حصہ اوّل میں ہمارے مضمون مسئلہ خلط قراءات کا مطالعہ فرمائیں۔

حدیث سبعہ اَحرف کے مفہوم کا مسئلہ

قراءات کی بحث میں حدیث سبعہ اَحرف کا کیا مفہوم ہے ایک بنیادی ترین مسئلہ کی شکل اختیار کرگیا ہے اگرچہ حجیت قراءات اور ثبوت قراءات کی بحث سے اس کا تعلق بالکل اضافی ہے اس علمی مسئلہ کے بارے میں قراء عموماً تو کسی رائے کے حامل ہوتے ہی نہیں ہیں لیکن اگر ہیں بھی تو بعض دفعہ ایسی رائے ہوتی ہے جو ویسے ہی قراءات کے عدم حجیت پر دلالت کررہی ہوتی ہے مثلاً یہ کہنا کہ سبعہ اَحرف سے مراد قراءِ سبعہ کی قراءات ہیں یہ ایک انتہائی سطح رائے ہے اور اس سے دیگر قراءاتِ ثلاثہ متواترہ کی عدم حجیت کا خود بخود اعلان ہورہا ہے اس لیے ہمیں اس بات سے شکوہ نہیں ہے کہ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہونی چاہیے ہمارا شکوہ یہ ہے کہ رائے جو بھی اختیار کریں وہ دلائل و براہین کی قوت لیے ہوئے ہو اور دیگر آراء کا بھی ایک تجزیہ کیا ہونا چاہیے بعض دفعہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ قراءات کے ان فکری مباحث میں عموماً قراء امام جزری رحمہ اللہ کی رائے کو حتمی سمجھتے ہوئے پورے زور دار انداز سے پیش کردیتے ہیں۔ تو یہ انداز بھی ہماری نظر میں درست نہیں ہے کیونکہ شرعی علوم میں ہمیشہ یہی مسلک ہونا چاہیے کہ کسی مسئلہ کو دلائل کی بنیاد پر پرکھا جائے اور جس کی بھی رائے اَقرب الی الصواب ہو اُسے اختیار کرلیا جائے اس سے یہ قطعاً مراد نہیں ہے کہ امام جزری رحمہ اللہ کی آراء ضعیف ہوتی ہیں یا پھر معاذ اللہ ان کی تنقیص مقصود ہے بلکہ مقصد بحث یہ ہے کہ اگرچہ امام جزری رحمہ اللہ ہی کی رائے کو اختیار کیا جائے لیکن دلائل کی بنیاد پر مکمل شرح صدر ہونے کے بعد ویسے بھی تحقیق کی دنیا میں شخصیات کے بجائے دلائل و براہین سے ہی تمسک قابل ستائش امر ہے۔

رسم عثمانی کا مسئلہ

رسم عثمانی کے مسئلہ پر بھی ہماری معلومات نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں کہ آیا رسم توقیفی یا توفیقی یعنی اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے عطا کردہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود اختیار فرمایا تھا یا یہ کہ اُسے رسم عثمانی کیوں کہا جاتا ہے۔ رسم نبوی کیوں نہیں کہا جاتا یہ ایسے سوالات ہیں کہ قراءات کے متعلق سوچنے والے ہر ذہن میں موجود ہیں اس لیے ہمیں بھی ان موضوعات پر نہ کہ خود تیاری کرنی چاہیے بلکہ وہ قراءِ کرام جو ماشاء اللہ ہر سال قراءاتِ عشرہ سے سند فضیلت حاصل کررہے ہوتے ہیں انہیں بھی باقاعدہ طور پر ان موضوعات پر تیاری کروائی جائے اور اگر ہوسکے تو ان سے مقالات تحریر کروائے جائیں تاکہ وہ جب میدان عمل میں جائیں تو دلائل کے اسلحہ سے لیس ہوں، باطل نظریات کے حاملین کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور انہیں منہ توڑ جواب دیں۔ اس مسئلہ پر تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءات نمبر حصہ اوّل میں مجلس تحقیق اسلامی کے فاضل رکن قاری محمد مصطفیٰ راسخ کا مضمون رسم عثمانی کی شرعی حیثیت کا مطالعہ مفید رہے گا۔

اس مسئلہ سے جڑا ہوا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جمع عثمانی کی نوعیت کیا تھیں روایات میں مذکور جمع عثمانی کے بارے میں بعض بظاہر متعارض الفاظ کی حقیقت کیا ہے کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سبعہ اَحرف کو ترک کر دیا تھا اور سبعہ اَحرف کے بغیر قرآن کو صرف حرف قریش پر جمع کیا تھا یا یہ ایک مرجوح رائے ہے اور اس مسئلہ کی حقیقت کیا ہے ان تمام موضوعات پر بھی قراء کرام کی خصوصی نظر ہونی چاہیئے تاکہ حفاظت قرآنی اور خدمت قرآن کے عظیم مقصد میں ہم کامیاب و کامران قرار پائیں، اس سلسلہ میں جاننے کے لیے قراءت نمبر حصہ سوم میں موجود مضمون (رسم عثمانی روایات کے آئینہ میں) کا مطالعہ فرمائیں۔

علم تحریرات کا مسئلہ

اسی طرح قراءِ کرام نے قرآن کریم کے فکری مسائل کے علاوہ اپنے اصلی اور حقیقی موضوع حروف قرآن پر بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں یعنی یہ بتایا ہے کہ کون سے اختلافات کو بطور قرآن تسلیم کیا جاسکتا ہے اور کون سی چیزیں قرآن نہیں ہیں یا پھر روایت قرآن کے وقت کسی راوی سے کسی جگہ تسامح تو نہیں ہوا یا روایت کسی دوسری روایت سے خلط تو نہیں ہوگی اس پر بہت کام ہوا قراءِ کرام کی ان تحقیقات عالیہ کو اصطلاحاً تحریرات کہا جاتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے قراءات کے طلباء الا ماشاء اللہ تحریرات کے بھی ماہر ہونے کے بجائے عرصہ دراز تک تحریرات کا موضوع ہی نہیں سمجھ پاتے کہ تحریرات کہا کس کو جاتا ہے؟ اور جہاں کچھ تھوڑا بہت اہتمام موجود ہے وہ بھی ہماری نظر میں بہت ناکافی ہے کیونکہ جس طرح سلف نے اپنی تحقیقات پیش فرمائیں اور الحمد للہ ہمارے کبار اَساتذہ نے محنت فرما کر انہیں ضبط کیا ہے بلکہ ان کی ہر مسئلہ میں ایک تحقیقی رائے بھی موجود ہے اس طرح ہمیں بھی چاہیئے کہ اس امانت کو سو فیصد صحیح طریقے سے منتقل کرنے کے لیے علم تحریرات سے گہری آگاہی حاصل کریں۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے اور قرآن کریم کے خدام میں ہمارا نام درج فرمالے۔ (آمین یارب العالمین)

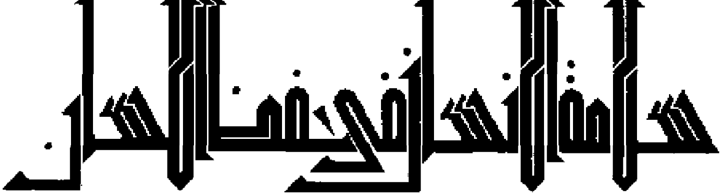

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ